عہد صحابہؓ میں شمائلِ نبوی ﷺ کا اسلوب بیان

SHAMIL NABAWI (PBUH) IN THE COMPANION ERA

Khalilullah
Research Scholar, Department of Islamic Learning, University of Karachi.
Hafiz Munir Ahmed Khan
Dean, Faculty of Islamic Studies, University of Sindh Jamshoro.
Ubaid Ahmed Khan
Chairman, Department of Usooluddin, University of Karachi.

ABSTRACT

All the companions (Shaba R.A.) would get the pleasure of feasting their eyes with the sight of prophet’s (S.A.W) appearance while being in his companionship for years. They would memorize the attained knowledge from prophet (S.A.W) and convey it to the audience with the paradigm of excellence in the personality of prophet (S.A.W).These aspects are discussed in books of Hadith and Seerat-e-Nabawi (S.A.W) as incidence, but are out of study of scholastic group. Hence, the one researching Seerat-e-Nabawi (S.A.W) cannot infer these contents. Many initial books on the physical description of Prophet (S.A.W) have partially focused on the limited aspects of physical description of Prophet (S.A.W) while a large number of these aspects could not be discussed and included. It was essential to primarily identify and include such worth- knowing but overlooked aspects of Prophet‘s physical description in the books of Hadith and Seerat.

KEYWORDS: Companions , Shaba, Seerat-e-Nabawi, Prophet.

کلیدی الفاظ: صحابہ، سیرت، بنی، رسول، انصار، مہاجرین

آنحضرت ﷺ کے بالارادہ شمائل کا مشاہدہ کرنے والے صغار صحابہ تھے جو اپنی معصومیت اور بھولپن کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کا نظر بھر کا دیدار کر لیتے تھے۔ابو عبداللہ حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں صحابہ کے بارہ طبقات مقرر کئے ہیں ان میں سے ہر طبقہ کے لئے مختلف صفات کا لحاظ کیا گیا ہے جیسے سبقت فی الاسلام، ہجرت، غزوات میں حاضری وغیرہ۔امام حاکم نے بارہویں طبقہ کی تشکیل میں اس صفت کو مد نظر رکھا ہے ”وہ چھوٹے بچے اور لڑکے جنہوں نے فتح مکہ کے دن اور حجۃ الوداع وغیرہ دوسرے مواقع میں آنحضرت ﷺ کو دیکھا“ جیسے سائب بن یزید، عبداللہ بن ثعلبہ، ابو الطفیل، ابو جحیفہ ۔ کبار صحابہ مجلس نبوی ﷺ میں مارے ادب و رعب بمشکل نظر اٹھا پاتے تھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: صحابہ کرام مہاجرین وانصار بیٹھے ہوئے ہوتے تھے اور ان میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی ہوتے۔ حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لے آتے تو حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کے علاوہ اور کوئی بھی حضور ﷺ کی طرف (عظمت کی وجہ

سے) نگاہ نہ اُٹھاتا۔ یہ دونوں حضرات آپ کی طرف دیکھتے اور آپ ان دونوں کی طرف دیکھتے۔ دونوں حضور ﷺ کو دیکھ کر مسکراتے اور حضور ﷺ انھیں دیکھ کر مسکراتے (کیوں کہ حضور ﷺ کو ان دونوں حضرات سے بہت تعلق اور بہت زیادہ مناسبت تھی)۔[1]

اسی طرح ایک اور صحابی حضرت براء بن عازبؓ اپنا حال بیان کرتے ہیں: میں کسی چیز کے بارے میں حضور ﷺ سے پوچھنے کا ارادہ کرتا، لیکن حضور ﷺ کی ہیبت کی وجہ سے دو سال بغیر پوچھے گزار دیتا۔[2]

صلح حدیبیہ میں کفار مکہ کے ایلچی عروہ نے حضور ﷺ کے صحابہؓ کا بڑے غور سے مشاہدہ کیا وہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! حضور ﷺ جب بھی تھوکتے تو اسے کوئی نہ کوئی صحابی اپنے ہاتھ میں لے لیتا اور اس کو اپنے چہرہ اور جسم پر مل لیتا، اور حضور ﷺ جب انھیں کسی کام کے کرنے کا حکم دیتے تو صحابہؓ اسے فوراً کرتے، اور جب آپ ؐ وضو فرماتے تو آپؐ کے وضو کے پانی کو لینے کے لیے صحابہؓ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے اور لڑنے کے قریب ہو جاتے، اور جب آپؐ گفتگو فرماتے تو صحابہ آپ کے سامنے اپنی آوازیں پست کر لیتے۔ اور صحابہ کے دل میں آپ کی اِتنی عظمت تھی کہ وہ آپ کو نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتے تھے۔ چناں چہ عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گئے اور ان سے یہ کہا کہ میں بڑے بڑے بادشاہوں (قیصر، کسریٰ اور نجاشی) کے دربار میں گیا ہوں۔ اللہ کی قسم! میں نے ایسا کوئی بادشاہ نہیں دیکھا جس کی تعظیم اس کے درباری اتنی کرتے ہوں جتنی محمد ﷺ کے صحابہ محمد کی کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! حضور ﷺ جب بھی تھوکتے تو اسے کوئی نہ کوئی صحابی اپنے ہاتھ پر لے کر اپنے چہرہ اور جسم پر مل لیتا، اور انھیں جس کام کے کرنے کا حکم دیتے اس کام کو وہ فوراً کرتے، اور وہ جب وضو کرتے تو ان کے وضو کا پانی لینے کے لیے ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے اور لڑنے کے قریب ہو جاتے، اور وہ جب گفتگو فرماتے تو سب اپنی آوازیں پست کر لیتے یعنی خاموش ہو جاتے، اور تعظیم کی وجہ سے صحابہ آپ کو نظر بھر کر نہ دیکھ سکتے۔ اور انھوں نے تمہارے سامنے ایک اچھی تجویز پیش کی ہے تم اسے قبول کر لو۔[3]

ابن شماسہ مہری سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمرو بن عاص کے پاس ان کے آخری وقت میں موجود تھے وہ زار و قطار رو رہے تھے اور دیوار کی طرف اپنا رخ کئے ہوئے تھے۔ ان کے صاحبزادے ان کی تسلی دینے کے لئے کہنے لگے ابا جان! کیا نبی کریم ﷺ نے آپ کو فلاں بشارت نہیں دی تھی؟ کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو فلاں بشارت نہیں دی تھی؟ یعنی آپ کو تو نبی کریم ﷺ نے بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں۔ یہ سن کر انہوں نے (دیوار کی طرف سے) اپنا رخ بدلا اور فرمایا سب سے افضل چیز جو ہم نے (آخرت کیلئے) تیار کی ہے وہ اس بات کی شہادت ہے کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالی کے رسول ہیں۔ میری زندگی کے تین دور گزرے ہیں۔ ایک دور تو وہ تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ سے بغض رکھنے والا مجھ سے زیادہ کوئی اور شخص نہ تھا اور جبکہ میری سب سے بڑی تمنا یہ تھی کہ کسی طرح آپ پر میرا قابو چل جائے تو میں آپ کو مار ڈالوں۔ یہ تو میری زندگی کا سب سے بدتر دور تھا، اگر (خدانخواستہ) میں اس حال پر مر جاتا تو یقیناً دوزخی ہوتا۔ اس کے بعد جب اللہ تعالی نے میرے دل میں اسلام کا حق ہونا ڈال دیا تو میں آپ کے پاس آیا اور میں

نے عرض کیا اپنا ہاتھ مبارک بڑھایئے تاکہ میں آپ سے بیعت کروں۔آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک بڑھا دیا، میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا عمرو یہ کیا؟ میں نے عرض کیا میں کچھ شرط لگانا چاہتا ہوں۔ فرمایا: کیا شرط لگانا چاہتے ہو؟ میں نے کہا یہ کہ میرے سب گناہ معاف ہو جائیں۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمرو! کیا تمہیں خبر نہیں کہ اسلام تو کفر کی زندگی کے گناہوں کا تمام قصہ ہی پاک کر دیتا ہے اور ہجرت بھی پچھلے تمام گناہ معاف کر دیتی ہے اور حج بھی پچھلے سب گناہ ختم کر دیتا ہے۔ یہ دور وہ تھا جب کہ آپ سے زیادہ پیارا، آپ سے زیادہ بزرگ و برتر میری نظر میں کوئی اور نہ تھا۔آپ کی عظمت کی وجہ سے میری یہ تاب نہ تھی کہ کبھی آپ ﷺ کو نظر بھر کر دیکھ سکتا، اگر مجھ سے آپ کی صورت مبارک پوچھی جائے تو میں کچھ نہیں بتا سکتا کیونکہ میں نے کبھی پوری طرح آپ کو دیکھا ہی نہیں، کاش اگر میں اس حال پر مر جاتا تو امید ہے کہ جنتی ہوتا۔ پھر ہم کچھ چیزوں کے متولی اور ذمہ دار بنے اور نہیں کہہ سکتے کہ ہمارا حال ان چیزوں میں کیا رہا (یہ میری زندگی کا تیسرا دور تھا) اچھا دیکھو جب میری وفات ہو جائے تو میرے (جنازے کے) ساتھ کوئی واویلا اور شور و شغب کرنے والی عورت نہ جانے پائے نہ (زمانہ جاہلیت کی طرح) آگ میرے جنازے کے ساتھ ہو۔ جب مجھے دفن کر چکو تو میری قبر پر اچھی طرح مٹی ڈالنا اور جب (فارغ ہو جاؤ) تو میری قبر کے پاس اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ تمہاری وجہ سے میرا دل لگا رہے اور مجھے معلوم ہو جائے کہ اپنے رب کے بھیجے ہوئے فرشتوں کے سوالات کے جوابات کیا دیتا ہوں۔[4]

بلکہ آپ ﷺ کا ادب اتنا پیش نظر تھا کہ بعض محتاط صحابہ محب صادق ہونے کے باوجود آپ ﷺ کی مجلس کے مستقل حاضر باش نہ تھے کہ سوئے ادب کا پہلو ان سے سرزد نہ ہو جائے۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے حضرت ثابت بن قیسؓ کو چند دن نہ دیکھا تو ان کے بارے میں دریافت فرمایا (کہ وہ کہاں ہیں؟) تو ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں ابھی اس کا پتا کر کے آتا ہوں۔ چناں چہ وہ صحابی حضرت ثابت کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ اپنے گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہوئے ہیں۔ انھوں نے پوچھا: کیا بات ہے؟ انھوں نے کہا: بڑا برا حال ہے، کیوں کہ مجھے اونچی آواز سے بولنے کی عادت ہے اور میری آواز حضور ﷺ کی آواز سے اونچی ہو جاتی تھی۔ (اور اب اس بارے میں قرآن کی آیات نازل ہو چکی ہیں جن کے مطابق) میرے پہلے تمام اعمال برباد ہو چکے ہیں اور میں دوزخ والوں میں سے ہو گیا ہوں۔ ان صحابی نے حاضرِ خدمت ہو کر حضور ﷺ کو بتایا کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں۔ راوی کہتے ہیں: حضور ﷺ نے ان صحابی سے فرمایا: جا کر حضرت ثابت سے کہہ دو کہ تم جہنم والوں میں سے نہیں ہو بلکہ جنت والوں میں سے ہو۔ چناں چہ انھوں نے جا کر حضرت ثابت کو یہ زبردست بشارت سنائی۔[5]

البتہ آنحضرت ﷺ کی رفاقت میں سالہا سال کی مصاحبت میں رہتے ہوئے تمام صحابہ آپ ﷺ کے دیدار جمال سے گاہے بگاہے شرف اندوز ہوتے رہتے تھے، آپ سے اخذ کردہ علم کو کمال حفظ و ضبط کے ساتھ محفوظ کرتے تھے اور ان تعلیمات کو بیان کرتے

ہوئے آنحضرت ﷺ کے شمائل و جمال کے تذکرہ کے آمیزش سے سامعین کو بہرہ مند کرتے تھے۔ شمائل نبوی ﷺ کے بیان کا یہ اسلوب سادہ اور جداگانہ ہے۔ ان چند صفحات میں فخر موجودات ﷺ کے دامن فیض سے وابستہ اصحاب کی روائداد ہے کہ عاشقان رسالت ماب کی جماعت نے زندگی کے ہر سرد و گرم، صبح و شام، روز و شب، جنگ و امن، مسجد و گھر میں بشمول مرد و عورت، بچہ و بوڑھا آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کو پیش نظر رکھا، آپ کے ایک ایک حرف کو بغور سنا، اپنے حبیب کے ان ارشادات کو حرز جاں بنایا، آپ کے ایک ایک جسمانی وصف اور خد و خال کو اپنے مشاہدہ میں رکھا حتی کی آپ کی آنکھوں کی جنبش، ماتھے کی شکنیں، انگلیوں کے کھولنے بند کرنے، آپ کی انفرادی و شخصی امتیازات کی باریک سی باریک جھلک کو یاد رکھا اور بعد میں آنے والوں کو آگاہ کیا۔

شمائل کے یہ متنوع اجزاء کتب حدیث و سیرت میں واقعات کے پیرائے میں متفرق طور پر منتشر ہیں، مگر زمرہ شمائل میں شمار نہ کئے جانے کے باعث علمی حلقوں میں بھی یہ ضخیم حصہ نظروں سے اوجھل ہے، چناچہ سیرت نبوی ؐ کا مطالعہ کرنے والا ان اجزاء کو بطور شمائل اخذ نہیں کر پاتا۔ شمائل کی ابتدائی کتابوں میں شمائل کے مخصوص و محدود اجزاء آئے ہیں جبکہ شمائل کے یہ سادہ اجزاء ان کتابوں میں شامل نہیں ہو پائے۔ ضرورت تھی کہ کتب حدیث، سیرت، طبقات کا اس نقطہ نظر سے مطالعہ کر کے شمائل کے ان قیمتی اجزاء کی بازیافت و نشاندہی کی جائے تاکہ بطور شمائل ان کی تدوین ہو سکے اور شمائل کے تمام چھوٹے بڑے پہلوؤں کا احاطہ کیا جائے۔ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے راقم نے کتب سیرت، حدیث وطبقات کی ورق گردانی میں جابجا موجود آپ ﷺ کے شمائل جمع کرنے کی سعی کی ہے۔ شمائل کی مختلف کیفیات و انداز پر مشتمل یہ حصہ ذوق مطالعہ کی نذر ہے۔

مجلس نبوی ﷺ میں شمائل کا تذکرہ

آنحضرت ﷺ کی ہزاروں آدمیوں نے زیارت کی اور اسلام قبول کیا۔ جب انہوں نے دوسروں سے اپنے اسلام لانے اور اپنا آنکھوں دیکھا آنحضرت ﷺ کے اوصاف وجسمانی احوال بیان کئے تو وہ آنحضرت ﷺ کی عدم موجودگی میں ذکر کرتے تھے کیونکہ کسی کے اوصاف کوئی بیان کرتا ہے تو ہمیشہ غائبانہ ہوتا ہے، مگر بعض اوقات آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں صحابہ آپ ﷺ کے شمائل کا تذکرہ کر کے اپنے تاثرات کا اظہار کر دیا کرتے تھے جیسے آپ ﷺ کے سر اور داڑھی میں سفید بالوں کے نمودار ہونے پر کئی صحابہ دل گرفتہ ہوئے اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ ایک مرتبہ کچھ صحابہ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا: آپ پر بڑھاپا بہت جلد آگیا، فرمایا: ہاں مجھے ہود اور اس جیسی سورتوں نے بوڑھا کر دیا۔[6] حضرت ابو بکرؓ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ میں دیکھتا ہوں کہ آپؐ بوڑھے ہو گئے ہیں تو ان کو فرمایا: مجھے تو سورہ ہود، واقعۃ، مرسلات، عم یتساءلون اور سورہ تکویر نے بوڑھا کر دیا۔[7]

آپ ﷺ ناز و نعمت میں نہیں رہتے تھے کہ آپ کے گھر میں ریشمی بستر اور گدے ہوں، کبھی چمڑے کا بستر، کبھی بوریا اور بان کی چارپائی پر آرام فرما لیا کرتے تھے۔[8] جس کے کھردرے پن اور سختی کی وجہ سے بدن مبارک پر نشان پڑ جاتے تھے، خوبصورت

بدن پر نشانات صاف نظر آیا ہی کرتے ہیں۔ صحابہ آپ کی اس مشقت پر روتے تو آپ ﷺ ان کو تسلی دیتے اور آخرت کی نعمتوں پر ان کو راضی رکھتے اور یقین دلاتے کہ آخرت کی وسعت دنیا کی وسعت سے بہت بہتر ہے۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کی انگلی میں کھجور کا کانٹا لگ گیا انگلی سے خون نکل آیا آپ ﷺ کو چارپائی پر لٹایا گیا جو کھجور کی چھال کی رسی سے بٹی ہوئی تھی، حضرت عمرؓ آئے اور دیکھا کہ پہلو میں رسی کے نشان پڑ گئے ہیں رونے لگے۔ آنحضرت ﷺ نے رونے کی وجہ پوچھی عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ مجھے قیصر وکسری یاد آ گئے جو سونے چاندی کے تختوں پر بیٹھتے ہیں اور سندس واستبرق کا ریشمی لباس پہنتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگ اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تمہارے لئے آخرت ہو اور ان کے لئے دنیا۔[9]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک بوریئے پر لیٹے تھے بدن مبارک پر بوریئے کے کھردرے پن سے نشان پڑ گیا، جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو میں آپؐ کے جسم اطہر کو سہلانے لگا اور میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ ہمیں کیوں اجازت نہیں دیتے کہ اس پر کوئی چیز بچھا دیا کریں جو آپ ﷺ کو بوریئے سے بچائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا غرض، میں اور دنیا محض اس طرح ہیں جیسے ایک سوار کہ ایک درخت کے سایہ میں آیا اور پھر اسے چھوڑ کر چلا گیا۔[10]

مساجد میں شمائل کے تذکرے

عہد صحابہ وتابعین میں باقاعدہ مدارس کا قیام نہ تھا، اسلام کے ابتدائی عہد میں مساجد قرآن وحدیث کے تذکروں سے معمور تھیں۔ دینی تعلیم کی مجلسیں اور علمی حلقات مسجدوں میں منعقد ہوا کرتی تھیں اور ایک ایک مسجد میں کئی کئی حلقے لگتے تھے، بعض حضرات اپنے مکانوں پر بھی تعلیم دیتے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے گورنروں کو خاص طور سے لکھا تھا کہ تم اہل علم کو حکم دو وہ پھر سے مساجد میں علم کی اشاعت کریں۔ مساجد میں قائم صحابہ کے دینی درس ومذاکرہ کا حلقہ شمائل النبی ﷺ پر بھی مشتمل ہوتا تھا۔ ایک انصاری کہتے ہیں میں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو کوفہ کی مسجد میں اپنے حلقہ درس میں آنحضرت ﷺ کی صفات وشمائل کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ آنحضرت ﷺ سرخی مائل گورا رنگ لئے ہوئے تھے، آپ کی آنکھیں نہایت خوبصورت سیاہ تھیں، بال سیدھے (بغیر گھونگر کے) تھے، داڑھی خوب گھنی تھی، رخسار بھرا ہوا نہیں تھا، بال کانوں تک تھے (یعنی پٹے تھے)، سینہ پیٹ کے بال باریک تھے، گردن چاندی کا لوٹا معلوم ہوتی تھی، سینہ سے ناف تک شاخ کی طرح بال تھے، سینہ وشکم میں اس کے سوا کوئی بال نہ تھا، ہتھیلی بھری ہوئی تھی، جب چلتے تھے اس انداز سے گویا نشیب میں اتر رہے ہیں، جب مڑتے تھے پورا مڑتے تھے (یعنی صرف گردن پھیر کر نہیں دیکھتے تھے)، آپ کے چہرے کا پسینہ موتی معلوم ہوتا تھا، پسینہ کی خوشبو تیز خوشبو والی مشک سے بھی زیادہ پاکیزہ تھی، چھوٹا قد تھا نہ بلند وبالا، نہ کسی کام میں عاجز تھے اور نہ بدخلق۔ خلاصہ یہ کہ میں نے آپ کا مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ آپؐ کے بعد۔[11]

ازواجِ مطہرات کی جانب سے شمائل کا تذکرہ

ازواجِ مطہرات آنحضرت ﷺ کے علوم اور روایات کا ایک بڑا ماخذ ہیں۔ان سے بھی آنحضرت ﷺ کے شمائل کے بارے میں مختلف معلومات امت کو حاصل ہوئیں۔تابعین کی ایک جماعت زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہؓ کے پاس گئی تاکہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں کچھ سنیں،وہ ایک تھیلی لے کر آئیں جس میں آنحضرت ﷺ کے کچھ بال تھے جو انہوں نے سنبھال کر رکھے تھے،وہ بال مہندی اور نیل کے خضاب سے سرخ تھے۔[12]

کسی کو نظر بد لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو پانی میں یہ موئے مبارک ڈال دیئے جاتے،لوگ وہ پانی استعمال کرتے اور شفاء حاصل کرتے۔حضرت عائشہؓ کا کہنا ہے: جب اللہ کے رسول ﷺ دو لمبے آدمیوں میں ہوتے تو آپ ﷺ ان دونوں سے اونچے دکھائی دیتے اور جب وہ دونوں لمبے آدمی آپ ﷺ سے جدا ہوتے تو آنحضرت ﷺ درمیانے قد کے معلوم ہوتے تھے۔[13]

عورتوں میں شمائل کے تذکرے

آنحضرت ﷺ نے اپنے عہد کی خواتین کو تحصیل علم اور اشاعت علم کی ذمہ داریوں سے آگاہ کر دیا تھا،چنانچہ صحابہ کرام کے ساتھ صحابیات بھی معاشرہ میں علم و عمل کی شمع روشن رکھنے میں اپنا کردار بحسن وخوبی انجام دیتی تھیں۔عہد رسالتؐ کے مردوں کی طرح صحابیات نے حصول علم واشاعت میں بھرپور حصہ لیا،مردوں کی طرح عورتیں بھی شمائل کے مذاکرے اور بحث و تحقیق کرتی تھیں اور آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد شمائل کے بارے میں اپنے واقعات اور مشاہدوں سے بعد والوں کو آگاہ کیا۔

حضرت ام ہانی کہتی ہیں فتح مکہ کے موقعہ پر آنحضرت ﷺ کو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے بالوں کی چار چوٹیاں (ضفائر) تھیں۔[14] یہ وہی گیسو ہیں جن کو سفر مکہ میں ذوالحلیفہ کے مقام پر حضرت ام سلمہؓ نے گوندھا تھا اور آپ ﷺ نے ان کو فتح مکہ و قیام مکہ میں نہیں کھولا اور جب حنین کی طرف کوچ کا ارادہ کیا تو ان کو کھولا اور حضرت ام سلمہؓ ہی نے ان کو بیری کے پانی سے دھویا۔[15]
ام بلال کہتی ہیں میں نے جب کبھی آنحضرت ﷺ کا پیٹ مبارک دیکھا تو (اس کی ملائمت کی وجہ سے) مجھے تہہ کئے ہوئے کاغذ یاد آگئے جو ایک دوسرے پر جمے ہوئے ہوتے ہیں۔[16]

ہمدان شہر کی رہنے والی ایک صحابیہ کہتی ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کے ہمراہ حج کیا۔میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ ہاتھ میں چھڑی لئے اونٹ پر سوار بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔راوی ابو اسحاق ہمدانی نے ان صحابیہ سے آنحضرت ﷺ کے رخ انور کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح پر نور تھا۔میں نے اس سے پہلے اور اس کے بعد آپ ﷺ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔[17]

ایک تابعی ابو عبیدہ بن محمد بن عمار نے حضرت ربیع بنت معوذ سے درخواست کی کہ نبی اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک بتائیں۔ انہوں نے فرمایا: اگر تم نبی اکرم ﷺ کو دیکھتے تو یوں لگتا کہ تم نے طلوع ہوتے سورج کو دیکھ لیا ہے۔[18]

بچوں میں شمائل کا تذکرہ

اسلام نے آغاز وحی سے علمی ذوق کو ایسا عروج بخشا تھا کہ اس پر مرد و عورت، آزاد و غلام، بڑے و بچے سب مر مٹے، حصول علم پر اتنا زور دیا گیا کہ طلب علم ہر ایمان والے کی بنیادی صفت بن گئی اور علم کی محبت اور اس کی حصول کی خواہش رگ و ریشے میں پیوست ہو گئی۔ ایسے علم دوست اور مسابقت کے ماحول میں وہ بچے کہاں پیچھے رہنے والے تھے جو جان دینے کے لئے بھی پنجوں کے بل کھڑے ہو کر اپنے آپ کو منتخب کرایا کرتے تھے۔

ابو زیدؓ عمرو بن اخطب انصاری کہتے ہیں مجھ سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے ابو زید! قریب آؤ اور میری پیٹھ ملو، میں قریب گیا اور آپ کی کمر مبارک پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا پھر میں نے اپنی انگلیاں مہر نبوت پر رکھیں اور انہیں چھوا تو وہ چند بال تھے جو شانوں کے پاس اکٹھا ہو گئے تھے۔[19]

ابو جحیفہؓ کہتے ہیں میں نے آنحضرت ﷺ کو عمر کے ایسے حصے میں دیکھا کہ آپ کے ہونٹوں کے نیچے والا حصہ سفید ہو گیا تھا، ان سے پوچھا گیا آپ اس زمانے میں کیا کرتے تھے۔[20] انہوں نے کہا میں (اپنی اس نوعمری کے زمانے میں شغل کے طور پر) تیر کی لکڑی بناتا تھا اور اس میں پر لگاتا تھا۔[21]

حضرت جابر بن سمرہؓ روایت کرتے ہیں میں نے مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ ظہر پڑھی پھر آپ اپنے اہل خانہ کے ہاں تشریف لے گئے، میں بھی آپ کے ساتھ ہو لیا، راستے بھر آپ ﷺ کمال شفقت اور پیار سے ایک ایک بچے کا رخسار تھپتھپاتے، چونکہ میں بھی بچہ تھا آپ نے میرے رخسار پر بھی ہاتھ پھیرا تو میں نے آپ کے ہاتھ میں ایسی ٹھنڈک اور خوشبو محسوس کی گویا آپ ﷺ نے ابھی ابھی عطار کے عطردان سے ہاتھ نکالا ہے۔[22]

حضرت ابو جحیفہؓ (جو صغار صحابہ میں ہیں) فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ وادی بطحا میں تھے، لوگ تبرک کے طور پر آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک پکڑتے اور انہیں اپنے چہروں سے لگاتے، میں نے بھی آپ ﷺ کا ہاتھ اپنے چہرہ پر رکھا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔[23]

والدین کا اولاد کو شمائل کی تعلیم دینا

صحابہ اپنی اولاد کو آنحضرت ﷺ کے صفات و شمائل کی باقاعدہ تعلیم دے کر ان کو یاد کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ شمائل کے تذکرے موقع بہ موقع بیان کر کے اس کو اجر و ثواب کا باعث سمجھتے تھے۔ حضرت معاویہ بن قرۃ کو ان کے والد نے بتایا، قبیلہ مزینہ کے ساتھ وہ آنحضرت ﷺ کے پاس قبول اسلام اور بیعت ہونے کے لئے حاضر خدمت ہوئے، آپ ﷺ کا گریبان کھلا ہوا تھا میں نے اپنا ہاتھ کرتے کے گریبان میں ڈالا اور مہر نبوت کو ہاتھ لگایا۔[24] حضرت عروہ راوی کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ (حضرت قُرّہؓ کے

صاحب زادے) حضرت معاویہؓ کی اور حضرت معاویہؓ کے بیٹے کی گھنڈیاں گرمی سردی ہر موسم میں ہمیشہ کھلی رہا کرتی تھیں۔[25]

عبید اللہ بن عبداللہ بن اقرم خزاعی کہتے ہیں میرے والد عبداللہؓ نے مجھے بتایا کہ وہ اپنے والد اقرم خزاعی کے ساتھ ایک میدانی علاقے عزہ میں تھے۔ ہمارے پاس سے آنحضرت ﷺ کا قافلہ گزرا، اس قافلہ نے راستہ کے ایک جانب پڑاو ڈالا، ہم ان کے پاس گئے تو نماز شروع ہوچکی تھی، اس نماز میں ہم بھی شامل ہوئے، وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے (جب آنحضرت ﷺ سجدہ کرتے تھے اور آپؐ کے بازو پہلوؤں سے ایسے جدا ہوتے تھے) کہ میں آپؐ کی بغلوں کے اندورنی حصوں کو دیکھ رہا ہوں۔[26]

عامر بن سعد کہتے ہیں میرے والد سعد بن ابی وقاص نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ غزوہ خندق کے دن اتنے ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہوگئے۔ بیٹے نے پوچھا کہ کس بات پر ہنسے تھے؟ حضرت سعد نے کہا: ایک کافر ڈھال لئے ہوئے تھا اور میں بڑا ماہر تیر انداز تھا، لیکن وہ اپنی ڈھال کو ادھر ادھر کرلیتا تھا جس کی وجہ سے اپنی پیشانی کا بچاو کرلیتا تھا۔ (گویا مقابلہ میں حضرت سعد کا تیر لگنے نہ دیتا تھا حالاں کہ یہ مشہور تیر انداز تھے) میں نے ایک مرتبہ تیر نکالا (اور اس کو کمان میں کھینچ کر انتظار میں رہا) جس وقت اس نے ڈھال سے سر اٹھایا، فوراً ایسا تیر مارا کہ پیشانی سے نہیں چوکا اور وہ گر گیا، اس کی ٹانگ بھی اوپر کو اٹھ گئی۔ اس پر آنحضرت ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہوگئے۔ راوی کہتے ہیں: میں نے عامر بن سعد سے پوچھا، اس میں کون سی بات پر حضور ﷺ ہنسے؟ انھوں نے کہا: سعد نے اس آدمی کے ساتھ جو ہوشیاری سے معاملہ کیا، اس پر۔[27]

ابو قرصافہ بتاتے ہیں میں نے اپنی والدہ اور خالہ کے ساتھ آنحضرت ﷺ سے بیعت کا شرف حاصل کیا، واپسی پر میری والدہ نے مجھ سے کہا:

یا بنی ما راینا مثل هذا الرجل احسن منه وجها ولا انقی ثوبا ولا الین کلاما وراینا کان النور یخرج من فیه۔[28]

”اے میرے نور چشم، ہم نے آپ ﷺ سے زیادہ خوبرو، آپؐ سے زیادہ پاکیزہ لباس والا اور آپؐ سے زیادہ خوش لسان کوئی آدمی نہیں دیکھا، اور (جب آپ گفتگو فرماتے) تو یوں محسوس ہورہا تھا گویا منہ مبارک سے نور نکل رہا ہے۔“

شوہر اور بیوی کے درمیان شمائل نبوی ﷺ کا تذکرہ

ہجرت کے سفر میں آنحضرت ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے غلام عامر بن فہیرہ اور اس قافلہ کے رہبر عبداللہ بن اریقط اللیثی ایک خاتون ام معبد خزاعیہ[29] کے خیمہ پر گزرے، وہ ایک دلیر اور قوی خاتون تھیں جو ایک میدان میں اپنے شوہر اور مال مویشیوں کے ساتھ خیمہ گاڑھ کر اس جانب گزرنے والوں کو کھلاتی پلاتی تھیں۔ جب یہ قافلہ ان کے پاس پہنچا تو اس قافلہ کا زادراہ ختم ہوچکا تھا۔ ان حضرات نے ان سے پوچھا: محترمہ کیا آپ کے پاس دودھ یا گوشت ہے جو ہم آپ سے خرید لیں؟ اس عورت نے کہا: بخدا میرے پاس اگر کچھ دستیاب ہوتا تو آپ لوگوں کی میزبانی سے مجھے ہرگز تنگی نہ ہوتی۔ آنحضرت ﷺ نے دیکھا کہ خیمہ کے گوشے میں

ایک بکری بندھی ہوئی ہے۔آنحضرت ﷺ نے پوچھا: یہ بکری جو ہے،اس کا کچھ دودھ ہے؟

ام معبد: بکری تو ہے لیکن اس میں دودھ کہاں جو آپ کو پیش کروں؟ یہ تو اپنی لاغری کی بناء پر ریوڑ سے رہ گئی ہے (اور ان کے شوہر ابو معبد دیگر بکریاں لے کر چرانے کے لئے گئے تھے)۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اجازت ہو تو اسے دوہ لوں؟ام معبد: میرے ماں باپ پر آپ پر قربان، اگر آپ کو اس میں دودھ دکھائی دے رہا ہے تو ضرور دودھ دوہ لیں۔آپ ﷺ نے اس خیمہ میں موجود وہ برتن مانگا جو پوری قوم کو سیراب کردے اور بکری کے تھن پر اللہ کا نام لے کر ہاتھ پھیرا اور اسے دوہنا شروع کیا، یہاں تک کہ اس بکری نے اس کثرت سے دودھ دیا کہ جھاگ اس برتن کے اوپر آگیا۔آپ نے اپنے رفقاء کو سب سے پہلے پلایا اور آخر میں خود نوش فرمایا، ایک بار پینے کے بعد سب نے دوبارہ پیا اور سیر ہوگئے۔پھر ام معبد کے گھر والوں کے لئے بھی دودھ کا بھرا برتن چھوڑا اور آنحضرت ﷺ سوئے منزل روانہ ہوگئے۔

جب ابو معبد اپنی بکریاں ہنکاتے ہوئے گھر لوٹے تو ام معبد نے یہ سارا قصہ سنایا کہ میرے پاس ایک بابرکت بزرگ گزرے جن کی یہ ساری باتیں ہیں۔خاوند نے زوجہ سے کہا: اچھا ذرا ان کی کیفیت تو بیان کرو۔اس پر ام معبد نے نہایت دلکش انداز میں صاحب جمال کے رنگ وروپ کا ایسا نقشہ کھینچا گویا سننے والا آپ ﷺ کو اپنے سامنے موجود محسوس کر رہا ہو۔ام معبد کہنے لگیں:

رایت رجلا ظاھر الوضاۃ ،متبلج الوجہ،حسن الخلق،لم تعبہ ثجلۃولم تزر بہ صعلۃ،وسیم قسیم،فی عینیہ دعج،وفی اشفارہ وطف،وفی صوتہ صحل،احور اکحل ازج اقرن،شدید سواد الشعر،فی عنقہ سطع،وفی لحیتہ کثافۃ،اذا صمت فعلیہ الوقار،واذا تکلم سماو علاہ البھاء وکان منطقہ خرزات نظم یتحدرن،حلو المنطق،فصل،لانزر ولا ھذر،اجھر الناس واجملہ من بعید،ولحلاہ واحسنہ من قریب ،ربعۃ لا تشنوۃ من طول ولا تقتحمہ عین من قصر،غصن بین غصنین،فھو انضر الثلاثۃ منظرا،واحسنھم قدرا،لہ رفقاء یحفون بہ،اذاقال استمعوا لقولہ،واذامر تبادروا الی امرہ، محفود محشود،لا عابث ولا مفند۔

"چمکتا ہوا رنگ،تابناک چہرہ،خوبصرت ساخت،نہ توند بڑھی ہوئی نہ سر بالوں سے خالی، حسن وجمال سے ڈھلا ہوا پیکر، سرمگیں آنکھیں، لمبی پلکیں، بھاری آواز، لمبی گردن، ریش گھنی، سفید وسیاہ آنکھیں، سیاہ سرمگیں پلکیں، باریک اور باہم ملے ہوئے ابرو، چمکدار سیاہ بال، خامشی میں وقار، گفتگو میں کشش، دور سے دیکھیں تو مجسم حسن وجمال، قریب سے دیکھیں تو خوبصورت وشیریں، کلام مین لذت ،بات دوٹوک اور واضح، نہ مختصر نہ فضول، گفتگو کا انداز ایسا کہ موتی جھڑ رہے ہوں، درمیانہ قد نہ ٹھگنا کہ نظر میں نہ جچے اور نہ لمبا کہ ناگواری کا احساس ہو، دوشاخوں کے درمیان ایسی شاخ کی طرح تروتازہ جو جاذب نظر ہو، ان کے رفقاء ان کے گرد حلقہ باندھے ہوئے کھڑے رہتے ہیں کہ جو ارشاد فرمائیں اسے توجہ سے سنیں اور اگر حکم کریں تو بجاآوری ہو، مطاع ومکرم، نہ ترش رو اور نہ فحش گو۔"

آنحضرت ﷺ کے محاسن سنتے ہی ابو معبد بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں: اللہ کی قسم، یہ تو وہی قریشی نبی ہیں جس کی زمانہ کو ایک مدت سے تلاش وجستجو تھی اور قریش مکہ ان کی جان کے درپے ہیں، میرا ارادہ ہے کہ آپ کی رفاقت اختیار کروں اور کوئی راستہ ملا تو ایسا

ضرور کروں گا۔اس واقعہ کے کچھ روز بعد ہی ابو معبد اور ام معبد دونوں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گئے۔ام معبد عام الرمادہ تک زندہ رہیں،اس بکری کا (جس کا ذکر اس قصہ میں آیا ہے) صبح و شام دودھ دھویا جاتا تھا مگر کم نہیں ہوتا تھا۔[30]

بوڑھوں کی جانب سے شمائل کا تذکرہ

ایک عمر رسیدہ شخص آنحضرت ﷺ کی مجلس میں آئے اور آپ کی دیدار سے مشرف ہو جانے کے بعد عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ میں آپ سے بڑا ہوں اور آپ مجھ سے بہتر و افضل ہیں (پھر آپ مجھ سے پہلے کیوں بوڑھے ہو گئے) آپ نے فرمایا، سورہ ہود اور اس کی ساتھ کی سورتوں، اور ان واقعات (جو مجھ سے پہلے امتوں کے ساتھ کئے گئے) نے مجھے بوڑھا کر دیا۔[31]

ابن سعد نے بنو کنانہ کے ایک بوڑھے شخص کی روایت نقل کی ہے میں نے مکی دور میں آنحضرت ﷺ کو ذو المجاز کے بازار میں پیدل جاتے ہوئے دیکھا، آپ کے بال گھونگر والے، سر اور ڈاڑھی کے بال سیاہ تھے۔

رشتہ داروں سے شمائل کی تعلیم حاصل کرنا

حسن بن علی اپنے بارے میں بتاتے ہیں میں اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ التمیمی کے ساتھ چپکا رہتا تھا کیونکہ وہ وصاف عن حلیۃ رسول اللہ ﷺ کے نام سے معروف تھے وہ رسول اللہ ﷺ کا حلیہ بیان کرتے تھے۔ میں چاہتا تھا وہ مجھے بھی خاص طور سے آپؐ کے شمائل و حلیہ کے بارے میں آگاہ کریں (تاکہ میں ان کے بیان کو اپنے لئے حجت اور سند بناؤں) بالاخر انہوں نے آنحضرت ﷺ کے حلیہ مبارک کے بارے میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا، یہ ایک طویل حدیث ہے جس کو امام ترمذی نے بھی اپنی جامع میں نقل کیا ہے۔[32]

بھائیوں میں شمائل کی تعلیم میں سبقت

کمسن صحابہ جن کو آنحضرت ﷺ کے شمائل و حلیہ کو اچھی طرح ضبط کرنے کا موقعہ نہیں ملا وہ آپس میں بڑھ چڑھ کر کبار صحابہؓ سے شمائل کی تعلیم کو اخذ کرتے تھے۔ حضرت حسن بن علی کہتے ہیں میں نے ایک لمبے عرصے تک اپنے بھائی حسین بن علی سے اس بات کو پوشیدہ رکھا کہ میں ماموں جان حضرت ہند بن ابی ہالہ سے آنحضرت ﷺ کی شمائل کی تعلیم حاصل کر چکا ہوں اور جب میں نے حسین کو اس بارے میں بتایا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے ہی ہند بن ابی ہالہ سے شمائل النبیؐ کی ساری معلومات اخذ کر چکے ہیں اور ابا جان حضرت علیؓ سے بھی آنحضرت ﷺ کی آمد و رفت، نشست و برخاست اور صفات و کیفیات کے بارے میں بھی پوچھ چکے ہیں۔[33]

تابعی کا صحابی کے ساتھ شمائل کا مذاکرہ

حضرت ابو ہریرہؓ کے بارے میں منقول ہے وہ جب کسی تابعی سے ملتے تو اسے از خود آنحضرت ﷺ کے شمائل بتاتے اور سیرت مطہرہ کے بیان سے ایمان و محبت کو تازگی بخشتے:

ان اباهريرة كان اذا راى احدا من الاعراب او احدا لم ير النبیﷺ قال،الاصف لكم النبیﷺ ،كان شثن القدمين،هدب العنين،ابيض الكشحين،يقبل معا ويدبر معا فداه ابی وامی ،مارايت مثله

قبلہ و لا بعدہ۔[34]

"سیدنا ابو ہریرہؓ جب کسی ایک شخص سے ملتے جس نے آنحضرت ﷺ کا دیدار نہیں کیا ہوتا تو اس سے کہتے کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے شمائل بتاتا ہوں۔آپ کے قدم مبارک بھرے ہوئے،آپ توجہ فرماتے تو پورے بدن کے ساتھ توجہ فرماتے(صرف گردن پھیر کر کسی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے)پلکیں دراز،بغلیں سفید تھیں،میرے ماں باپ آپ پر قربان میں نے آنحضرت ﷺ سے زیادہ خوبصورت کوئی شخص نہیں دیکھا۔"

ایک تابعی یزید فارسی نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا اور اس خواب کا تذکرہ حضرت ابن عباسؓ سے کیا تو انہوں نے پہلے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی سنایا کہ جو مجھے خواب میں دیکھتا ہے وہ حقیقت میں مجھ ہی کو دیکھتا ہے اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔یہ فرمان مبارک سنانے کے بعد انہوں نے پوچھا کہ خواب میں دیکھی ہوئی صورت کا حلیہ بیان کر سکتے ہو،یزید فارسی نے عرض کیا جی ہاں !آنحضرت ﷺ کا ڈیل ڈول،قدو قامت دونوں معتدل اور درمیانی تھی(جسم مبارک نہ زیادہ فربہ اور نہ دبلا پتلا،ایسے ہی قد مبارک نہ زیادہ لمبا اور نہ کوتاہ بلکہ معتدل) آپ کا رنگ کھلتا گندمی سفیدی مائل،آنکھیں سرمگیں،خندہ دہن،خوبصورت ماہتابی چہرہ،داڑھی نہایت گنجان جو پورے چہرہ انور کا احاطہ کئے سینہ کے ابتدائی حصہ پر پھیلی ہوئی تھی۔حضرت ابن عباسؓ نے ان سے کہا کہ اگر تم آنحضرت ﷺ کو حالت بیداری میں دیکھتے تو اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ آپؐ کا حلیہ مبارک نہ بیان کر سکتے(یعنی ان کے بحالت خواب دیکھے ہوئے حلیہ کی تصویب فرمائی)۔[35]

صحابی کا دوسرے صحابہ کے ساتھ شمائل کا تذکرہ

حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنا یہ قصہ سنایا اور فرمایا: میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ چٹائی پر تشریف فرما تھے۔میں اندر جا کر بیٹھ گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ نے صرف لنگی باندھی ہوئی ہے اور اس کے علاوہ جسم پر اور کوئی کپڑا نہیں ہے۔اس وجہ سے آپ کے جسمِ اطہر پر چٹائی کے نشانات پڑے ہوئے ہیں اور مٹھی بھر ایک صاع (ساڑھے تین سیر) جو اور کیکر کے پتے(جو کھال رنگنے کے کام آتے ہیں)ایک کونے میں پڑے ہوئے ہیں،اور ایک بغیر رنگی ہوئی کھال لٹکی ہوئی ہے۔(اتنا کم سامان دیکھ کر)میری آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے۔حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیوں روتے ہو اے ابن الخطاب؟! میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں کیوں نہ روؤں جب کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ چٹائی کے نشانات آپ کے جسمِ اَطہر پر پڑے ہوئے ہیں اور گھر کی کل کائنات یہ ہے جو مجھے نظر آ رہی ہے۔ادھر کسریٰ اور قیصر تو پھلوں اور نہروں (دنیا کی فراوانی) میں ہوں اور آپ اللہ کے نبی اور برگزیدہ بندے ہو کر آپ کی یہ حالت۔آپ نے فرمایا: اے ابن الخطاب! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ ہمارے لیے آخرت ہو اور ان کے لیے دنیا۔

اور حاکم نے اس روایت کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: میں اجازت لے کر حضور ﷺ کی

خدمت میں بالاخانے میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ ایک بوریے پر لیٹے ہوئے ہیں، اور آپ کے جسم مبارک کا کچھ حصہ مٹی پر ہے، اور آپ کے سرہانے ایک تکیہ ہے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے، اور آپ کے سرہانے ایک بغیر رنگی ہوئی کھال لٹکی ہوئی ہے، اور ایک کونے میں کیکر کے پتے پڑے ہوئے ہیں۔ چناں چہ میں حضور ﷺ کو سلام کر کے بیٹھ گیا اور میں نے عرض کیا: آپ اللہ کے نبی اور اس کے خاص بندے (اور آپ کا یہ حال؟) اور کسریٰ اور قیصر سونے کے تختوں پر اور ریشم و دیباج کے بچھونوں پر ہوں۔ آپ نے فرمایا: ان لوگوں کو طیّبات اور اچھی چیزیں دنیا میں جلدی دے دی گئی ہیں اور یہ دنیا جلد ختم ہو جانے والی ہے، اور ہمیں بعد میں آخرت میں طیّبات اور اچھی چیزیں دی جائیں گی۔[36]

غیر مسلموں میں شمائل کا تذکرہ

حضرت علیؓ اپنے بارے میں بتاتے ہیں مجھ کو آنحضرت ﷺ نے دعوت و تبلیغ کی غرض سے یمن بھیجا، میں ایک دن یمن کے لوگوں کو وعظ کر رہا تھا اس مجمع میں میں نے یہود کے ایک عالم کو کھڑے دیکھا اسکے ہاتھ میں ایک صحیفہ تھا جسے وہ دیکھتا چلا جا رہا تھا۔ اس نے مجھے پکارتے ہوئے کہا: ابو القاسم کے حسن و جمال کا تذکرہ تو فرمائیں۔ حضرت علیؓ نے آنحضرت ﷺ کے خد و خال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اللہ کے رسول نہ تو کوتاہ قامت ہیں اور نہ ہی زیادہ لمبے (بلکہ میانہ قد ہیں) آپ کی زلفیں نہ تو بہت زیادہ گھنگر بال ہیں اور نہ ہی بالکل سیدھے، آپ کے بال قدرے خمدار گھونگریالے اور سیاہ ہیں۔ آپ کا سر انور اعتدال کے ساتھ بڑا ہے، آپ کا رنگ سفید سرخی مائل ہے، سرور کائنات کی مبارک آنکھیں بڑی ہیں، آپ کی ہتھیلیاں اور قدم مبارک پر گوشت ہیں، آنحضرت ﷺ کے سینہ مبارک پر بالوں کی ایک باریک دھاری ہے، وہ دھاری سینہ سے ناف تک ہے، نبی کی پلکیں دراز اور ابروئیں پیوستہ ہیں، آپ کی پیشانی مبارک کشادہ ہے، آپ کے مونڈھوں کے درمیان کا فاصلہ دوسروں کی نسبت قدرے زیادہ ہے، اللہ کے رسول جب چلتے تھے تو ایسا لگتا تھا گویا وہ اونچی جگہ سے نیچے اتر رہے ہوں، انہوں نے فرمایا میں نے آپ جیسا حسین و جمیل انسان نہ تو پہلے دیکھا ہے اور نہ ہی بعد میں دیکھا، جوں ہی حضرت علی یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔

یہودی عالم پیغمبر ﷺ کی صفات بیان کرتے ہوئے کہنے لگا: ان کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں، ان کی داڑھی بے حد خوبصورت ہے، ان کا منہ نہایت ہی حسین و جمیل ہے، ان کے کان مبارک کامل و مکمل ہیں، جب سامنے دیکھتے ہیں تو پورے بدن کو پھیر کر دیکھتے ہیں اور جب پیچھے نظر ڈالتے ہیں تب بھی مکمل پشت پھیر کر نگاہ کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ کی قسم، یہی آپ کی خوبی ہے۔ اس یہودی عالم نے کہا ان کا ایک اور امتیازی وصف بھی ہے۔ حضرت علی دریافت فرمایا، وہ کون سا؟ اس نے کہا: آپ کی پشت پر مہر نبوت کا نشان ہے۔ حضرت علی نے فرمایا یہ وہی ہستی ہیں جن کے بارے میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ جب آپ روانہ ہوتے ہیں تو ایسا لگتا ہے وہ کسی اونچی جگہ سے نیچے اتر رہے ہوں۔ اس صاحب علم و فضل یہودی نے کہا: یہ اوصاف میں نے اپنے آباء و اجداد کی کتاب تورات میں

پائے ہیں، ان محاسن کے علاوہ بھی اس یہودی عالم نے رحمت عالم کی بہت سی خوبیاں بیان کیں پھر اس کے بعد اس یہودی عالم نے بھرے مجمع میں اقرار و تصدیق کرتے ہوئے برملا کہا:

فانی اشهد انه نبی و انه رسول الله و انه ارسل الی الناس کافة.

"اور کہا اسی پر میرا جینا اور اسی پر میرا مرنا اور اسی پر میں اٹھایا جاوں گا۔"

پھر وہ حضرت علیؓ کے پاس آیا کرتے تھے اور حضرت علیؓ انہیں قرآن کی تعلیم دیتے تھے اور شرائع اسلام بتلاتے تھے، اس کے بعد حضرت علیؓ اور وہ عالم وہاں سے روانہ ہوئے اور مدینہ آئے، یہاں تک کہ اس عالم کی وفات حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں ہوئی۔[37]

حضرت عروہؓ کہتے ہیں: حکیم بن حزامؓ یمن گئے اور انھوں نے وہاں (حمیر کے نواب) ذُویزن کا جوڑا خریدا اور اسے لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں مدینہ آئے اور حضور ﷺ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کیا۔ حضورؐ نے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ہم کسی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتے۔ (اس وقت تک حضرت حکیم مسلمان نہیں ہوئے تھے) چنانچہ حضرت حکیم اسے فروخت کرنے لگے تو حضورؐ نے اسے خرید لینے کا حکم فرمایا تو وہ جوڑا آپ کے لئے خریدا گیا۔ آپ اسے پہن کر مسجدِ نبویؐ میں تشریف لائے۔ حضرت حکیم فرماتے ہیں: اس جوڑے میں حضورؐ بہت خوب صورت نظر آرہے تھے اور میں نے اس جوڑے میں حضورؐ سے زیادہ خوب صورت آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ آپ ایسے لگ رہے تھے جیسے چودھویں کا چاند! دیکھتے ہی بے اختیار یہ اشعار میری زبان پر آگئے:

مَا تَنْظُرُ الْحُكَّامُ بِالْحُكْمِ بَعْدَ مَا   بَدَا وَاضِحٌ ذُوْ غُرَّةٍ وَّحُجُوْلٍ

"جب ایک روشن اور چمک دار ایسی ہستی (یعنی رسولِ پاکؐ) ظاہر ہو گئی ہے جس کا چہرہ، ہاتھ اور پیر سب ہی چمک رہے ہیں، تو اب اس کے بعد حکام حکم دینے کے بارے میں سوچ کر کیا کریں گے؟ (یعنی اب تو حضورؐ کی مانی جائے گی اور حاکموں کی نہیں۔"

إِذَا قَايَسُوْهُ الْمَجْدَ أَرْبٰى عَلَيْهِمْ   كَمُسْتَفْرِغٍ مَاءَ الذِّنَابِ سَجِيْلٍ

"جب یہ حکام بزرگی اور شرافت میں ان کا مقابلہ کریں گے تو یہ ان سے بڑھ جائیں گے، کیوں کہ ان پر بزرگی اور شرافت ایسے کثرت سے بہائی گئی ہے جیسے کسی پر پانی سے بھرے ہوئے بڑے بڑے ڈول ڈالے گئے ہوں۔"

یہ سن کر حضور ﷺ مسکرانے لگے۔[38]

شمائل کے بیان میں احتیاط

حضرت جابرؓ بن سمرۃ نے آنحضرت ﷺ کا حلیہ مبارکہ بیان کیا تو ان سے ایک شخص نے عرض کیا: کیا آنحضرت ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح (چمکدار) تھا۔ حضرت جابرؓ نے کہا نہیں شمس و قمر کی طرح گول تھا۔[39] اسی طرح حضرت براءؓ سے کسی نے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ تلوار کے مثل تھا، فرمایا: نہیں، بلکہ قمر کی مانند تھا۔[40]

آنحضرت ﷺ کے رخ انور کی تابانی کی تلوار کے ساتھ مشابہت میں سوء ادب کا احتمال تھا۔ تلوار میں صرف چمک ہوتی ہے

نورانیت نہیں، لمبائی ہوتی ہے گولائی نہیں ہوتی اور قابل زنگ ہونے کی بناء پر روشنی دیرپا بھی نہیں ہوتی۔ البتہ چاند میں نورانیت بھی ہے اور گولائی بھی، اس کی روشنی تا قیامت ہے، لفظ قمر حسن اور چاشنی کا تاثر عطا کرتا ہے، پس قمر کے مشابہت قرین قیاس تھی اس لئے تلوار سے تشبیہ کی نفی کی گئی۔

آنحضرت ﷺ کے ساتھ اپنی جسمانی خدوخال کے مشابہت پر خوشی

حضرت انسؓ نے حضرت قتادہ بن ربعی انصاریؓ سے کہا آنحضرت ﷺ کے بالوں کے مشابہہ آپ کے بالوں سے زیادہ کسی اور کے بال نہیں دیکھے۔ یہ سن کر اس روز حضرت قتادہؓ بہت خوش ہوئے۔ قاسم بن فضل سے مروی ہے کہ میں محمد بن علیؓ بن ابی طالب کے پاس آیا اور اصلت بن زبید کی طرف دیکھا جن کے ریش بچہ پر بڑھاپے کی آمیزش دوڑ رہی تھی (زیر لب بال سفید ہو چکے تھے) محمد بن علیؓ نے ان کو دیکھ کر کہا: اس طرح بالوں کی سیاہی اور سفیدی کی آمیزش آنحضرت ﷺ کے ریش بچہ میں موجود تھی۔ اصلت یہ سن کر بہت مسرور ہوئے۔[41]

یادگاری آثار و تاریخی ذخیرہ

ابن سیرین فرماتے ہیں: ہمارے پاس نبی اکرم ﷺ کے موئے مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انسؓ یا ان کے گھر والوں کی طرف سے ملے ہیں اور مجھے دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے زیادہ پسند ہے کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ کا ایک موئے مبارک ہو۔[42]

حضرت بُجیریّہ کہتی ہیں: میرے چچا حضرت خِداشؓ نے حضور ﷺ کو ایک پیالہ میں کھاتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے حضور ﷺ سے وہ پیالہ بطورِ ہدیہ مانگ لیا۔ (حضور ﷺ نے ان کو وہ پیالہ دے دیا) چنانچہ وہ پیالہ ہمارے ہاں رکھا رہتا تھا۔ حضرت عمرؓ ہم سے فرمایا کرتے تھے کہ وہ پیالہ میرے پاس نکال کر لاؤ۔ ہم زَم زَم کے پانی سے بھر کر وہ پیالہ حضرت عمرؓ کے پاس لاتے۔ حضرت عمرؓ اس میں سے کچھ پیتے اور کچھ (برکت کے لیے) اپنے سر اور چہرے پر ڈال دیتے۔ پھر ایک چور نے ہم پر بڑا ظلم کیا کہ وہ ہمارے سامان کے ساتھ اسے بھی چوری کر کے لے گیا۔ پیالہ کی چوری کے بعد حضرت عمرؓ ہمارے پاس آئے اور حسبِ دستور پیالہ کا مطالبہ کیا۔ ہم نے کہا: اے امیر المؤمنین! وہ پیالہ تو ہمارے سامان کے ساتھ چوری ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: وہ چور تو بڑا سمجھ دار ہے جو حضور ﷺ کا پیالہ چرا کر لے گیا۔ راوی کہتے ہیں: اللہ کی قسم! حضرت عمرؓ نے نہ تو چور کو برا بھلا کہا اور نہ اس پر لعنت بھیجی۔[43]

حضرت نافعؒ کہتے ہیں: حضرت ابنِ عمرؓ حضور ﷺ کے آثار و نشانات کا بہت زیادہ اتباع کرتے تھے۔ چنانچہ جس جگہ حضورؐ نے (دورانِ سفر) کوئی نماز پڑھی ہوتی وہاں حضرت ابنِ عمر ضرور نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضور ﷺ کے آثار کا ان کو اتنا زیادہ اہتمام تھا کہ ایک سفر میں حضور ﷺ ایک درخت کے نیچے ٹھہرے تھے تو حضرت ابنِ عمر اس درخت کا بہت خیال رکھتے اور اس کی جڑ میں پانی ڈالتے تاکہ وہ خشک نہ ہو جائے۔[44]

یحییٰ بن عباد نے اپنے والد عباد بن عبد اللہ بن زبیر سے روایت کی ہے ہمارے خاندان میں سونے کا ایک گھنگرو تھا اس میں آنحضرت ﷺ کے بال تھے جس کو لوگ دھوتے تھے اور اس پانی سے برکت حاصل کرتے تھے۔ کبھی بال نکال کر ان کی زیارت ہوئی تو ان کا رنگ حنا اور نیل کے خضاب سے مزین تھا۔ ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن زمعہ کے خاندان کے پاس بھی آنحضرت ﷺ کے چند بال تھے جو حنا سے رنگے ہوئے تھے۔[45]

دیار مدینہ میں آنحضرت ﷺ کے لمس سے آراستہ پس خوردہ کا اشتیاق

آنحضرت ﷺ کے دست مبارک میں وقتی معجزات کے علاوہ شفاء کی طبعی دائمی خاصیت موجود تھی۔ حضرت عائشہؓ اپنا مشاہدہ بیان کرتی ہیں کہ عموماً آپ بیماری میں معوذتین پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے ان کو اپنے سارے جسم پر پھیرتے تھے، مرض الموت میں جب آپ اس سے عاجز ہو گئے تو میں معوذات پڑھ کر آپ کے ہاتھ پر دم کر دیتی اور آپ کا دست مبارک لے کر آپ کے جسم اطہر پر پھیرتی۔ مولانا بدر عالم میرٹھی اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

"حدیث مذکور سے یہ ثابت ہوتا کہ آنحضرت ﷺ کے دست شفاء میں شفاء کی خاصیت عام معجزات کی طرح وقتی اور غیر اختیاری نہ تھی بلکہ اس کا طبعی اثر تھا۔ یہاں حضرت عائشہ کی فہم کتنی قابل داد ہے کہ وہ اس رمز کو جانتی تھیں اور اس لیے آپ کی بیماری کے معمول کو اس طرح پورا کرتی تھیں کہ جہاں تک معوذات پڑھنے کا تعلق تھا تو وہ خود پڑھ لیتیں اور بیماری میں آپ کو اس کی تکلیف نہ دیتیں لیکن جہاں دیکھتیں کہ اب یہاں وہ نیابت سے قاصر ہیں وہاں مجبور ہو کر آپ ہی کے دست مبارک کو استعمال کرتیں۔ معلوم ہوا کہ نبی کے ہاتھ میں کوئی امتیازی خاصیت ہوتی ہے جس میں عام بشر تو کیا امہات المومنین بھی شرکت نہیں رکھتیں۔"[46]

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو مدینہ کے خادم یعنی غلام اور باندیاں اپنے برتنوں میں پانی لے کر آتے (تاکہ آپ اسے استعمال کر لیں اور پھر وہ اسے برکت کے لیے واپس لے جائے) تو آپؐ انکار نہ فرماتے، آپؐ کے پاس جو بھی برتن لایا جاتا آپؐ (برکت کے لیے) اپنا ہاتھ اس میں ڈال دیتے۔ بعض دفعہ یہ لوگ سردیوں کی صبح میں ٹھنڈا پانی لاتے تو حضور ﷺ اس میں بھی ہاتھ ڈال دیتے۔[47]

حضرت ابو ایوبؓ جلیل القدر صحابی ہیں۔ مدینہ میں آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کے بعد آپ کی خدمت اور راحت رسانی کی فکر کرنے والے اصحاب میں ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے اہل خانہ کے لئے مکان کا انتظام ہونے تک آپ کے قیام کی سعادت حضرت ابو ایوبؓ کے نصیب میں ہی رہی۔ آنحضرتؐ جب تک ان کے مکان میں تشریف فرما رہے، عموماً انصار یا خود حضرت ابو ایوبؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں روزانہ کھانا بھیجا کرتے تھے۔ کھانے سے جو کچھ بچ جاتا، آپؐ ابو ایوبؓ کے پاس بھیج دیتے تھے۔ حضرت ابو ایوبؓ آنحضرت ﷺ کی انگلیوں کے نشان دیکھتے اور جس طرف سے آنحضرت ﷺ نے کھایا ہوتا، وہیں انگلی رکھتے اور کھاتے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ جب کوئی چیز ہدیہ میں آتی تو نبی کریم ﷺ اس میں سے میرے لئے بھی بھجواتے تھے۔ایک دن حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ اپنے گھر آئے تو ایک پیالہ نظر آیا، پوچھا کہ یہ کیاہے؟اہل خانہ نے بتایا کہ یہ نبی کریم ﷺ نے بھجوایا ہے،وہ مضطربانہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے پہلے جو کھانا بھجواتے تھے میں اسے دیکھتا تھااور جہاں آپ کی انگلیوں کے نشانات محسوس ہوتے میں اپنا ہاتھ وہیں رکھتا تھالیکن آج جو کھاناآپ نے مجھے بھجوایا ہے اس میں دیکھنے کے بعد بھی مجھے آپ کی انگلیوں کے نشانات نظر نہیں آئے،آپ نے تو اس پیالے کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ بات صحیح ہے دراصل اس میں پیاز تھا جسے کھانا مجھے پسند نہیں ہے جس کی وجہ وہ فرشتہ ہے جو میرے پاس آتاہے۔انہوں نے پوچھا کہ کیا ہمارے لئے پیاز حلال نہیں ہے؟نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں، تم اسے کھایا کرو البتہ مجھے اس کی بو پسند نہیں ہے۔انہوں نے کہا کہ پھر جو چیز آپ کو پسند نہیں وہ مجھے بھی پسند نہیں۔[48] مسلم کی روایت میں پیاز کی جگہ لہسن کا ذکر ہے۔[49]

آنحضرت ﷺ سے مشابہ شخص کو انعام واکرام سے نوازنا

جب حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو اپنے زمانہ خلافت میں اطلاع پہنچی کہ بصرہ میں ایک شخص ''کابس'' ہے جو آپ ﷺ سے مشابہ ہے تو انہوں نے گورنر بصرہ عبداللہ بن عامر بن کریز کو خط لکھا کہ اس شخص کو میرے پاس روانہ کریں۔گورنر نے کابس کو روانہ کردیا،جب یہ معاویہ کے پاس پہنچے تو وہ اپنے تخت سے ارت پڑے، چل کران کے پاس آئے اوران کی دونوں آنکھوں کے بیچ بوسہ دیااوران کو علاقہ مرغاب جاگیر میں دیا۔[50]

آنحضرت ﷺ کے سامنے اپنی مشابہت پر بعض صحابہ کا رقص

صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اور حضرت جعفرؓ سے فرمایا: تم شکل وصورت اور اخلاق میں میرے زیادہ مشابہ ہو۔طبقات میں امام باقر کی مراسیل سے یہ اضافہ ہے حضرت جعفرؓ نے یہ سن کر آنحضرت ﷺ کے گرد حجل رقص کیا۔آپؐ نے پوچھا یہ کیاہے؟انہوں نے جواب دیا: میں نے اہل حبشہ کو اپنے بادشاہوں کے لئے اسی طرح کرتے دیکھاہے (حجل مخصوص طرز کا رقص ہے اس میں ایک پیر اٹھا کر دوسرے پر چلتے ہیں)۔[51]

حافظ عراقی کی تخریج احادیث الاحیاء میں ہے حضرت علیؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت زید بن حارثہ نے غزوہ احد میں حضرت حمزہ کی شہادت کے بعدان کی صاحبزادی (ابیهاان کا نام ہے،ماں کا نام زینب بنت عمیس خثعمیہ ہے)۔[52] کی کفالت کے بارے میں جھگڑا کیا توآنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔حضرت علیؓ نے یہ سن کررقص حجل کیا۔آنحضرتؐ نے حضرت جعفرؓ سے فرمایا: تم شکل وصورت میں میرے زیادہ مشابہ ہو اس پر انہوں نے رقص کیااور حضرت زید بن حارثہ سے فرمایا:

تم ہمارے بھائی اور ہمارے مولیٰ ہو، اس پر رقص کرنے لگے۔[53] اس حدیث کو ابوداود نے حضرت علیؓ سے بہ اسناد حسن روایت کیا ہے۔[54] صحیح بخاری میں یہ واقعہ حجل رقص کے الفاظ کے بغیر مروی ہے۔[55]

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت جعفرؓ اور حضرت زید تینوں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے حضرت زیدؓ سے فرمایا: تم ہمارے بھائی اور محبت کرنے والے ساتھی ہو۔ یہ سن کر حضرت زید (خوشی کے مارے) وجد میں آکر اچھلنے لگ گئے۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت جعفرؓ سے فرمایا: تم صورت اور سیرت میں میرے مشابہ ہو۔ اس پر حضرت جعفر حضرت زید سے زیادہ اچھلے۔ پھر حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ یہ سن کر میں حضرت جعفرؓ سے بھی زیادہ اچھلا۔[56]

صحابی کا دوسرے صحابی کے شمائل نبوی ﷺ پر حرص پر اظہار تعجب و مسرت

حضرت ابو بکر صدیقؓ کہتے ہیں خالد بن ولیدؓ کے قبل از اسلام ہماری ہر جگہ احد، خندق، حدیبیہ اور دیگر معرکوں میں ان سے مڈ بھیڑ ہوتی رہی۔ پھر وہ دن بھی آیا کہ (حجۃ الوداع کے) یوم النحر کو وہ آنحضرت ﷺ کے اونٹنی کی نکیل تھامے چل رہے تھے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ آنحضرت ﷺ حلق کرا رہے ہیں اور خالد سامنے کھڑے ہو کر التجا کر رہے ہیں: اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں، آپؐ کے پیشانی کے بال صرف میں لوں گا، میرے علاوہ کسی اور کو آپ نہیں دیں گے۔ پھر میں نے یہ بھی دیکھا کہ خالد ان موئے مبارک کو لے کر اپنی آنکھوں سے لگا رہے ہیں اور لبوں سے چوم رہے ہیں (حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان موئے مبارک کو ٹوپی کے اندر محفوظ کر کے سی لیا تھا اور عسکری مہمات میں اس ٹوپی کو پہن کر برکت حاصل کرتے تھے)۔[57]

حضرت ابو بکر صدیقؓ فرمایا کرتے تھے کہ اِسلام میں فتح حدیبیہ سے بڑی کوئی فتح نہیں ہے، محمد ﷺ اور ان کے رب کے درمیان جو معاملہ تھا لوگ اسے سمجھ نہ سکے۔ بندے جلد بازی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی طرح جلد بازی نہیں کرتے، بلکہ (اپنی ترتیب اور ارادے کے مطابق) ہر کام کو اپنے مقرر کردہ وقت پر کرتے ہیں۔ یہ منظر بھی میرے سامنے ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت سہیل بن عمرو قربان گاہ میں کھڑے ہو کر قربانی کی اونٹنیاں حضور ﷺ کے قریب کر رہے تھے اور حضور ﷺ اُن کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر رہے تھے۔ پھر آپ نے نائی کو بلا کر اپنے بال منڈوائے تو میں نے دیکھا کہ حضرت سہیل حضور ﷺ کے بالوں کو چن چن کر عقیدت کے مارے اپنی آنکھوں سے لگا رہے ہیں، اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ وہی سہیل ہیں جنہوں نے صلحِ حدیبیہ کے موقع پر ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' اور ''محمد رسول اللہ'' کو معاہدہ نامہ میں لکھے جانے سے انکار کر دیا تھا۔ (یہ دیکھ کر) میں نے اللہ کی تعریف کی جس نے ان کو اسلام کی ہدایت دی۔[58]

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: حضور ﷺ نے اپنے اَسفار میں جن مقامات میں قیام فرمایا ان کو جس طرح حضرت ابنِ عمرؓ تلاش کرتے ہیں اس طرح کوئی بھی تلاش نہیں کرتا۔[59] حضرت عاصم احولؒ اپنے استاذ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابنِ عمرؓ میں اتباعِ سنت

کا اتنا زیادہ اہتمام تھا کہ جب ان کو کوئی حضور ﷺ کے نشاناتِ قدم تلاش کرتا ہوا دیکھ لیتا تو وہ یہی سمجھتا کہ ان پر (جنون کا) کچھ اثر ہے۔ حضرت اسلمؓ کہتے ہیں: اگر کسی اونٹنی کا بچہ کسی بیابان جنگل میں گم ہو جائے تو وہ اپنے بچے کو اتنا زیادہ تلاش نہیں کر سکتی جتنا زیادہ حضرت ابنِ عمر حضور ﷺ کے نشاناتِ قدم کو تلاش کیا کرتے تھے۔[60]

آنحضرت ﷺ کی جانب سے موئے مبارک کی تقسیم

حضرت انس سے مروی ہے آنحضرت ﷺ حج کے موقعہ پر بال ترشوارہے تھے اور صحابہ آپ ﷺ کے گرد گھوم رہے تھے جو آپ کے بال ہاتھ میں لینا چاہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر کا دایاں حصہ حجام کے سامنے کر دیا تو اس نے وہ مونڈھ دیا پھر آپ نے ابو طلحہ انصاری کو بلایا اور وہ بال انہیں دے دیئے، پھر سر کی بائیں جانب حجام کی طرف کی اور فرمایا: مونڈھ دے۔ تو اس نے وہ حصہ بھی مونڈھ دیا اس کے بعد آپ ﷺ نے بال حضرت ابو طلحہ کو دے کر فرمایا انہیں لوگوں میں تقسیم کر دو۔[61]

حضرت عائشہ سے دریافت کیا گیا آپ کے پاس آنحضرت ﷺ کے موئے مبارک کس طرح جمع ہوئے۔ فرمایا: جب حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے اپنا سر منڈوایا تو آنحضرت ﷺ کی ہدایت کے بموجب ان بالوں کو لوگوں کے درمیان تقسیم کیا گیا تو دوسروں کے ساتھ مجھے بھی میرا حصہ دیا گیا۔ اشعۃ اللمعات میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے آنحضرت ﷺ کی جانب سے تقسیم موئے مبارک کی حدیث کے بعد یہ شعر لکھ کر فرمایا:

مرا از زلف تو موئے بسندست　　ہوس را مدہ بوئے بسندست

"یہ موئے مبارک آنحضرت ﷺ کے اجزاء شریفہ کے ذکر و یادداشت کا باعث تو ہو گیا گویا بوئے بسندست کا بھی مصداق ہو گیا۔"[62]

دن کے اوقات میں شمائل نبوی ﷺ کا آنکھوں دیکھا حال

حضرت جریرؓ فرماتے ہیں: ہم لوگ دن کے شروع حصہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ اتنے میں کچھ لوگ آئے جو ننگے بدن اور ننگے پاؤں، دھاری دار اونی چادریں اور عبا پہنے ہوئے تھے، اور تلواریں گردنوں میں لٹکا رکھی تھیں۔ ان میں سے اکثر لوگ قبیلہ مضر کے تھے، بلکہ سارے ہی لوگ مضر کے تھے۔ ان کے فاقہ کی حالت دیکھ کر آپ ﷺ کا چہرہ مبارک بدل گیا پھر آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے (کہ شاید وہاں ان کے لئے کچھ مل جائے، لیکن وہاں بھی کچھ نہ ملا، یا آپ ﷺ نماز کی تیاری کرنے گئے ہوں گے) پھر باہر تشریف لا کر حضرت بلالؓ کو حکم فرمایا۔ انہوں نے پہلے اذان دی (ظہر یا جمعہ کی نماز تھی) پھر اقامت کہی۔ آپ ﷺ نے نماز پڑھائی پھر بیان فرمایا اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ------ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔

"اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان دار سے پیدا کیا، اور اس جان دار سے اس کا جوڑا پیدا کیا، اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ اور تم خدائے تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے مطالبہ کیا کرتے ہو اور قرابت سے

بھی ڈرو۔ بال یقین اللہ تعالیٰ تم سب کی اطلاع رکھتے ہیں۔“

اور سورۂ حشر میں ہے:

اِتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔

”اور اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص دیکھ بھال لے کہ کل (قیامت) کے واسطے اس نے کیا ذخیرہ بھیجا ہے۔“

آدمی کو چاہیے کہ اپنے دینار، درہم، کپڑے، ایک صاع گندم اور ایک صاع کھجور میں سے کچھ ضرور صدقہ کرے، حتی کہ آپ نے فرمایا: اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو تو اسے ہی صدقہ کر دے۔(یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ جس کے پاس زیادہ ہو صرف وہی صدقہ کرے، بلکہ جس کے پاس تھوڑا ہے وہ بھی اس میں سے خرچ کرے) راوی کہتے ہیں: چنانچہ ایک انصاری ایک تھیلی لے کر آئے (وہ اتنی وزنی تھی) کہ ان کا ہاتھ اسے اٹھانے سے عاجز ہونے لگا، بلکہ عاجز ہو ہی گیا تھا۔ پھر تو لوگوں کا تانتا بندھ گیا (اور لوگ بہت سامان لائے) حتی کہ میں نے غلّہ اور کپڑے (اور درہم و دینار) کے دو بڑے ڈھیر دیکھے۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کا چہرۂ انور (خوشی سے) ایسا چمک رہا ہے کہ گویا کہ آپ کے چہرے پر سونے کا پانی پھیرا ہوا ہے۔(اس کام کی فضیلت سناتے ہوئے) حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرتا ہے تو اسے اپنا اَجر ملے گا، اور اس کے بعد جتنے لوگ اس طریقہ پر عمل کریں گے ان سب کے برابر اسے اَجر ملے گا اور ان کے اجر میں سے کچھ کم نہیں ہو گا۔ اور جو اسلام میں برا طریقہ جاری کرتا ہے تو اسے اپنا گناہ ملے گا، اور اس کے بعد جتنے لوگ اس طریقہ پر عمل کریں گے ان سب کے برابر گناہ اسے ملے گا اور ان کے گناہ میں سے کچھ کم نہیں ہو گا۔[63]

رات کے اوقات میں شمائل نبوی ﷺ کا مشاہدہ

حضرت جابرؓ نے بیان فرمایا کہ میں نے ایک چاندنی رات میں آنحضرت ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپؐ سرخ جوڑا زیب تن فرمائے ہوئے ہیں۔ میں آپ کی طرف اور پھر چاند کی طرف دیکھنے لگا مجھے آپؐ کا چہرہ چاند سے کہیں زیادہ خوبصورت دکھائی دیا۔[64]

غزوہ میں آنحضرت ﷺ کے شمائل کا مشاہدہ

حضرت ابو مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے۔ لوگوں کو (سخت بھوک کی) مشقّت اُٹھانی پڑی (جس کی وجہ سے) میں نے مسلمانوں کے چہروں پر غم اور پریشانی کے آثار اور منافقوں کے چہروں پر خوشی کے آثار دیکھے۔ جب حضور ﷺ نے بھی یہ بات دیکھی تو آپؐ نے فرمایا: اللہ کی قسم! سورج غروب ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے لیے رزق بھیج دیں گے۔ جب حضرت عثمانؓ نے یہ سنا تو انھیں یقین ہو گیا کہ اللہ اور رسول ﷺ کی بات ضرور پوری ہو گی۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ نے چودہ اُونٹنیاں کھانے کے سامان سے لدی ہوئی خریدیں اور ان میں سے نو اُونٹنیاں حضور ﷺ کی خدمت میں بھیج دیں۔ جب حضور ﷺ نے یہ اُونٹنیاں دیکھیں تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ عرض کیا گیا: یہ حضرت عثمانؓ نے آپ کو ہدیہ میں بھیجی ہیں۔ اس پر حضور ﷺ اتنے زیادہ خوش ہوئے کہ خوشی کے آثار آپ کے چہرے پر محسوس ہونے لگے، اور منافقوں کے چہروں پر غم اور پریشانی کے آثار ظاہر ہونے

لگے۔ میں نے حضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اتنے اوپر اٹھائے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی اور حضرت عثمانؓ کے لیے ایسی زبردست دعا کی کہ میں نے حضور ﷺ کو نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کسی کے لیے ایسی دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! عثمان کو (یہ اور یہ) عطا فرما اور عثمان کے ساتھ (ایسا اور ایسا) معاملہ فرما۔[65]

حالتِ غم میں شمائل نبوی ﷺ کی کیفیت

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے (حضور ﷺ کے صاحب زادے) حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا کہ حضور ﷺ کے سامنے ان پر نزع کی کیفیت طاری تھی۔ یہ دیکھ کر حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور آپؐ نے فرمایا: ''آنکھ آنسو بہا رہی ہے اور دل غمگیں ہو رہا ہے، لیکن ہم زبان سے وہی بات کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ اے ابراہیمؑ! اللہ کی قسم! ہم تمہارے جانے کی وجہ سے غمگیں ہیں۔[66] حضور ﷺ کی خدمت میں حضرت عبدالرحمنؓ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! اس سے تو آپ لوگوں کو روکتے ہیں، جب مسلمان آپ کو روتا ہوا دیکھیں گے تو وہ بھی رونے لگ جائیں گے۔ جب آپؐ کے آنسو رک گئے تو آپؐ نے فرمایا: یہ رونا تو رحم یعنی دل کی نرمی کی وجہ سے ہے، جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ ہم تو لوگوں کو مردہ پر نوحہ کرنے سے روکتے ہیں اور اس بات سے روکتے ہیں کہ مردہ کی ان خوبیوں کا تذکرہ کیا جائے جو اس میں نہیں تھیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا سب کو اکھٹا کر دینے کا وعدہ اور موت کا چالو راستہ نہ ہوتا اور ہم میں سے بعد میں جانے والوں کا پہلے جانے والوں سے جاملنا نہ ہوتا تو ہمیں اس سے زیادہ غم ہوتا۔ اور ہم اس کے جانے پر غمگیں ہیں، آنکھ سے آنسو بہہ رہے ہیں، دل غمگیں ہے، لیکن ہم زبان سے ایسی بات نہیں کہیں گے جس سے ہمارا رب ناراض ہو۔ اور اس کی دودھ پینے کی باقی مدت جنت میں پوری کی جائے گی۔[67]

حالتِ غضب میں آنحضرت ﷺ کے شمائل کا مشاہدہ

حضرت مطّلب بن ربیعہؓ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عباسؓ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے۔ حضرت عباسؓ غصہ میں تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کیا بات پیش آئی؟ انھوں نے کہا: یارسول اللہؐ! ہم بنو ہاشم کا اور قریش کا کیا بنے گا؟ حضور ﷺ نے پوچھا: تمھیں ان کی طرف سے کیا بات پیش آئی ہے؟ حضرت عباسؓ نے کہا: جب وہ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو بڑی بشاشت سے کھل کر ملتے ہیں، اور ہم سے ملتے وقت ان کی یہ حالت نہیں ہوتی ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ کو اتنا غصہ آگیا کہ دونوں آنکھوں کے درمیان کی رگ پھول گئی۔ جب آپ کا غصہ کم ہوا تو آپؐ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے! کسی آدمی کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ تم (بنوہاشم) سے اللہ و رسول کی وجہ سے محبت نہ کرے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ مجھے عباسؓ کے بارے میں تکلیف دیتے ہیں، آدمی کا چچا اس کے باپ کی مانند ہوتا ہے۔[68]

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں: میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا میرے ساتھ دو آدمی اور تھے، ہم سب نے حضرت علیؓ کے

بارے میں نازیبا بات کہہ دی۔اتنے میں سامنے سے حضور ﷺ تشریف لائے۔آپؐ کے چہرۂ انور پر صاف غصہ نظر آرہا تھا۔میں حضور ﷺ کے غصہ سے اللہ کی پناہ چاہنے لگ گیا۔حضور ﷺ نے فرمایا:تم لوگوں کو کیا ہوا کہ مجھے تکلیف پہنچاتے ہو؟جس نے علیؓ کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔[69]

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں کچھ تقسیم فرمایا۔اس پر انصار میں سے ایک شخص نے کہا:اس تقسیم سے اللہ تعالی کی رضامندی کا ارادہ نہیں کیا گیا۔عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جب میں نے اس کو یہ کہتے سنا تو میں نے کہا:اے اللہ کے دشمن،میں تیری اس بات کی خبر رسول اللہ ﷺ کو ضرور پہنچاؤں گا،چنانچہ میں نے جاکر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی تو آپ کا روئے اقدس سرخ ہو گیا۔پھر آپ نے فرمایا:

رحمۃ اللہ علی موسی لقد اوذی باکثر من ھذا فصبر۔[70]

”موسی پر اللہ کی رحمت ہو،ان کو اس سے بھی زیادہ ایذا سی گئی،لیکن انہوں نے صبر کیا۔“

نزولِ وحی کے دوران آنحضرت ﷺ کے شمائل کا مشاہدہ

آنحضرت ﷺ پر دن ورات کسی بھی وقت وحی کا نزول ہوتا رہتا تھا،وحی کے نزول کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں تھا۔آنحضرت ﷺ پر حالت بیداری وحالت خواب میں وحی اترتی رہتی تھی،بلکہ وحی میں جو شے سب سے پہلے عطا کی گئی تھی وہ سچے خواب ہی تھے۔نزول وحی کے وقت آپ ﷺ پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔چہرہ انور سرخ ہو جاتا،سانسیں تیز تیز آنے لگتیں،پیشانی مبارک عرق آلود ہو جاتی،بدن اطہر پر کپکپی طاری ہو جاتی،اور سارے وجود کو ایک اضطرابی کیفیت ڈھانپ لیتی تھی،چنانچہ جب بھی آنحضرت ﷺ وحی کا نزول ہوتا تو صحابہؓ پر یہ معاملہ مخفی نہیں رہتا تھا۔صحابہ کرام کو قران کریم کی مختلف آیات وسورتوں کے نزول کے موقعے پر وحی کے متعدد طریقوں کا مشاہدہ ہوتا رہتا تھا اور بعض صحابہؓ اس کے مشتاق تھے کہ نزول وحی کے حال کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں چنانچہ جستجو وکوشش کے بعد اس کیفیت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا اور اسے بیان بھی کیا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتے ہوئے دیکھی اور سخت سردی کے دن میں بھی آپ ﷺ کی پیشانی عرق آلود ہو جاتی تھی بلکہ اس کے خاتمے پر شدت وحی سے عرق رسالت کے موتی بہہ نکلتے تھے۔انہوں نے فرمایا:

ولقد رایتہ ینزل علیہ الوحی فی الیوم الشدید البرد فیفصم عنہ وان جبینہ لیتفصد عرقا۔[71]

صحابہ پر وحی کے آنے کا معاملہ مخفی نہیں رہتا تھا جب بھی صحابہ کی موجودگی میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو وہ جان جاتے تھے اور اس کے نزول کی شدت کے مارے آنحضرت ﷺ کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے تھے تاآنکہ نزول وحی کا سلسلہ ختم ہو جاتا۔

حضرت ابوہریرہؓ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں:

وکا ن اذا جاء الوحی لا یخفی علینا ،فاذا جاء فلیس احد یرفع طرفہ الی رسول اللہ ﷺ حتی ینقضی الوحی۔[72]

حضرت عبادہ بن صامت کا مشاہدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ پر جب وحی اترتی تھی تو آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا اور شدید تکلیف وکرب کا احساس ہوتا اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی دونوں آنکھیں جھپکاتے تھے اور یہ ہم جانتے تھے۔

اذا نزل علیہ کربہ ذلک و تربد و جھہ ،وفی روایۃ وغمض عینیہ،وکنا نعرف ذلک منہ۔[73]

جب آپ ﷺ کے پاس وحی آتی تو آپ کا روئے انور سرخ ہو جاتا اور آپ ﷺ پر ویسی ہی کپکپی طاری ہو جاتی تھی جیسی کسی نوزائیدہ اونٹ کے بچے پر اور سخت سردی کے دنوں میں بھی آپ ﷺ کی مبارک پیشانی سے پسینہ موتی بن کر پھوٹ نکلتا تھا۔ابن کثیر اس کیفیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ولھذا کان علیہ الصلوۃ والسلام اذا جاءہ الوحی یحمر وجھہ و یغط کما یغط البکر من الابل، ویتفصد جبینہ عرقا فی الیوم الشدید البرد۔[74]

ایک صحابی حضرت علیانؓ بن عاصم کی روایت ہے ہم خدمت نبویؐ میں موجود تھے کہ آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہوا اور جب بھی آپؐ پر وحی نازل ہوتی تو آپؐ کی نگاہ جم جاتی اور آنکھیں کھلی رہ جاتیں اور آپ ﷺ کی سماعت اور قلب اللہ کے پاس سے آنے والے پیغام کے لئے فارغ ہو جاتے۔[75] حضرت انسؓ کی روایت میں دورانِ وحی آنحضرت ﷺ پر نیند جیسی کیفیت طاری ہونے کا ذکر ہے:

عن انس قال :رسول اللہ ﷺ ذات یوم بین اظھرنا اذ اغفی اغفاءہ ثم رفع راسہ مبسما فقلنا ما اضحکک یا رسول اللہ قال انزلت علی انفا سورۃ فقراء بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ انا اعطینک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر۔[76]

حدیبیہ سے واپسی پر سورہ فتح کا نزول ہوا اس وقت آنحضرت ﷺ اپنی سواری پر تھے تو شدت وحی سے آپ اپنی سواری پر کبھی ادھر ہو جاتے اور کبھی ادھر:

قد ثبت فی الصحیحین نزول سورۃ الفتح علی رسول اللہ ﷺ مرجعہ من الحدیبیۃ وھو علی راحلتہ فکان یکون تارۃ وتارۃ بحسب الحال۔[77]

حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ ان دونوں صحابی کی روایت میں ہے جب آنحضرت ﷺ پر نزول وحی ہوتا تو آپ ﷺ اپنی چادر یا کپڑے کو اپنے چہرہ انور پر ڈالنے لگتے تھے اور جب نزول پورا ہو جاتا تو آپ ﷺ چہرہ کھول لیا کرتے تھے۔[78] اور کبھی صحابہؓ بھی آپ ﷺ کے چہرے اور جسم اطہر کو چادر سے ڈھانک دیتے تھے۔واقعہ افک میں حضرت عائشہؓ کا مشاہدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ ان کے گھر میں تشریف فرما تھے کہ آپؐ پر وہ کیفیت طاری ہوگئی جو نزولِ وحی کے مواقع پر طاری ہوا کرتی تھی۔آپؐ کو لباس سے ڈھانک دیا گیا اور آپ ﷺ کے سر اقدس کے نیچے چمڑے کا ایک تکیہ رکھ دیا گیا پھر رسول اللہ ﷺ کی وہ کیفیت دور ہو گئی اور آپؐ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کے چہرہ انور سے موتی کی مانند پسینے کے قطرے بہہ رہے تھے حالانکہ وہ سخت سردی کا ایک دن تھا اور آپ ﷺ اپنے چہرے مبارک سے پسینہ پوچھنے لگے۔[79]

یہ روایت صحیح بخاری میں موجود ہے:

فواللہ مادام رسول اللہ ﷺ مجلسہ ولا خرج احد من اہل البیت حتی انزل علیہ، فاخذہ ما کان یاخذہ من البرحاء،حتی انہ لیتحدر منہ العرق مثل الجمان وھو فی یوم شات من ثقل القول الذی انزل علیہ۔[80]

حضرت صفوان بن یعلی بن امیہ اپنے والد یعلی بن امیہ کے بارے میں بتاتے ہیں کہ ان کے والد کو آنحضرت ﷺ پر نزول وحی دیکھنے کا اشتیاق تھا۔ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ صحابہؓ کے ساتھ مقام جعرانہ میں تشریف فرما تھے۔ایک اعرابی خوشبو میں بسا ہوا جبہ پہنے ہوئے آیا اور مسئلہ پوچھا کہ خوشبو سے معطر جبہ میں عمرہ کا احرام باندھنا کیسا ہے؟حضرت عمرؓ جو حضرت یعلی کی آرزو سے واقف تھے،ان کو اس موقعہ پر آنحضرت ﷺ کے قریب بلایا۔حضرت یعلیؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور سرخ ہو رہا ہے اور آپؐ گہری گہری سانسیں لے رہے ہیں تھوڑی دیر آپؐ کی یہی حالت رہی اور پھر دور ہوگئی اور آپؐ نے سوالی کو بلایا جو اس وقت ادھر ادھر ہو گیا تھا،وہ ڈھونڈ کر لایا گیا اور آپ ﷺ نے اس سے فرمایا:خوشبو کو تین مرتبہ دھوڈالو اور جبہ اتار ڈالو اور اپنے عمرہ میں بھی وہی کرو جو تم اپنے حج میں کیا کرتے ہو۔یعنی احرام عمرہ کا ہو یا حج کا دونوں کے احکام یکساں ہیں اور ان میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔[81]

حالتِ سرور میں آنحضرت ﷺ کا دیدار

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:ایک مرتبہ حضور ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کرام آپ کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں حضرت علیؓ سامنے سے آئے۔انھوں نے آکر سلام کیا اور کھڑے ہو کر اپنے بیٹھنے کی جگہ دیکھنے لگے۔حضور ﷺ اپنے صحابہ کے چہروں کو دیکھنے لگے کہ ان میں سے کون حضرت علی کو جگہ دیتا ہے۔حضرت ابو بکرؓ حضور ﷺ کے دائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے۔انھوں نے اپنی جگہ سے ذرا ہٹ کر کہا:اے ابوالحسن!یہاں آجاؤ۔اس پر حضرت علی آگے آئے اور اس جگہ حضور ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کے درمیان بیٹھ گئے۔ہمیں ایک دم حضور ﷺ کے چہرۂ انور میں خوشی کے آثار نظر آئے۔پھر حضور ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:فضیلت والے کے مقام کو فضیلت والا ہی جانتا ہے۔[82]

حضرت کعب بن مالک غزوہ تبوک میں اپنی قبولیت توبہ پر آنحضرت ﷺ کی خوشی اور چہرے کی تابانی کو یوں بیان کرتے ہیں:جب حضور ﷺ کو میں نے سلام کیا اور خوشی سے آپ کا چہرہ چمک رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ جب سے تم پیدا ہوئے ہو اس وقت سے لے کر اب تک جو سب سے بہترین دن تمہارے لیے آیا ہے میں تمہیں اس کی خوش خبری دیتا ہوں۔میں نے عرض کیا:یارسول اللہ!یہ آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے؟آپ نے فرمایا:نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔جب حضور ﷺ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ چمکنے لگ جاتا تھا اور ایسا لگتا تھا کہ گویا چاند کا ٹکڑا ہے،اور آپ کے چہرے سے ہی ہمیں آپ کی خوشی کا پتہ چل جاتا تھا۔جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے عرض کیا:یارسول اللہ!میری توبہ کی تکمیل یہ ہے کہ میری ساری جائیداد اللہ اور اس کے رسول کے نام پر صدقہ ہے،اس میں سے اپنے پاس کچھ نہیں رکھوں گا۔آپ نے فرمایا:نہیں اپنے پاس بھی کچھ رکھ لو،یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔[83]

حوالہ جات

1) اخرجہ الترمذی، کذافی الشفاء: قاضی عیاض ۲/۳۳، دارالکتاب العربی، بیروت

2) مولانا بدر عالم میرٹھی: ترجمان السنۃ، ۱/۷۰، ۳، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

3) البخاری: کتاب الشروط، رقم ۲۵۸۱

4) المسلم: باب کون الاسلام یھدم ماقبلہ، رقم ۳۲۱

5) البخاری: کتاب التفسیر، باب: سورۃ الحجرات، رقم ۴۸۴۶

ابو عیسی ترمذی: الشمائل، رقم ۲۷

ابو نعیم اصفہانی: دلائل النبوۃ: ۱/۳۵۸، معارف عثمانیہ، دکن

6) محمد بن یوسف شامی: سیرۃ الشامی، ۷/۵۶۴، دارالکتب العلمیہ، بیروت

الصحیح للبخاری: ابواب المظالم والقصاص

7) ملا علی قاری: جمع الوسائل، ۲/۱۵۸، نور محمد اصح المطابع، کراچی

ابن کثیر اسماعیل: البدایۃ، ۶/۲۱، دارالفکر، بیروت

محمد بن سعد الکاتب: الطبقات الکبری، ۱/۳۳۶، دار صادر، بیروت، ۱۹۷۹

8) دلائل النبوۃ للاصفہانی: ۵۶۱

الشمائل الترمذی: ۲۸

9) واقدی، محمد بن عمر: کتاب المغازی، ۸۶۸، نشر دانش اسلامی، ایران

الطبقات: ۱/۳۲۲

10) البدایۃ: ۶/۱۲

11) الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمن: سنن دارمی ۱/۳۳، دارالکتاب العربی، ۱۴۰۷

الشمائل للترمذی: رقم ۲۰

12) ابو جحیفہ کا صغار صحابہ میں شمار ہے، آنحضرت ﷺ کے وصال کے وقت مراہق تھے البتہ سماع ان کا ثابت ہے، کوفہ کو اپنا مسکن بنایا، حضرت علی نے کوفہ کے بیت المال کا ان کو نگران مقرر کیا تھا۔

الطبقات:۱/۳۳۴

13) الصحیح للمسلم:۲/۲۵۶،دار احیاء التراث العربی

14) الصحیح للبخاری:۱/۵۰۱،دار القلم،بیروت،۱۹۸۱

الطبقات:۱/۳۲۷

15) اخرجہ ابن ماجہ وابن حبان فی صحیحہ، کذافی الترغیب للمنذری:۱/۴۵،دار الکتب العلمیۃ،بیروت

الطبقات:۱/۳۲۳

16) الشمائل:۱۶

17) نور الدین ہیثمی: مجمع الزوائد:۸/۲۵۶،دار الکتاب العربی،۱۹۸۷

18) نام عاتکہ بنت خالد ہے، کنیت سے مشہور ہیں، خنیس بن خالد معروف صحابی ان کے بھائی ہیں، ہجرت کا یہ سارا واقعہ ہشام بن خنیس اپنی پھوپھی سے روایت کرتے ہیں۔

البدایۃ: باب حدیث ام معبد۴/۴۰۲

القرطبیؒ، محمد بن احمد اموی:۹/۱۰۷،الجامع لاحکام القرآن،دار احیاء،بیروت

طبرانی، سیلمان بن احمد: المعجم الکبیر،۲۲/۱۵۵،مکتبہ ابن تیمیہ، مصر

الطبقات:۱/۳۲۵

19) دلائل النبوۃ لابی نعیم میں ہے بغل کا سفید ہونا علامات نبوت میں سے ہے، بحوالہ خلاصہ غایۃ السول فی خصائص الرسول: مفتی الٰہی بخش کاندھلوی، ص ۹۰، مفتی الٰہی بخش اکیڈمی، کاندھلہ، یوپی

20) المستدرک:۳/۱۰

21) اخرجہ ابن ماجہ باسناد صحیح، واخرجہ الحاکم وقال: صحیح علی شرط مسلم، کذافی الترغیب: ۱۶۱/۵

الطبقات: ۳۱۶/۱

22) اخرجہ الطبرانی عن حکیم بن حزام بنحوہ کمافی المجمع: ۲۸۷/۸

الطبقات: ۳۱۹/۱

البخاری: ۲۲۸/۴، الشمائل: ۱۱

الطبقات: ۳۳۴/۱

23) البخاری: رقم الحدیث ۱۷۰

24) الطبقات: ۵۷/۷

25) علی متقی: کنز العمال، ۵۹/۷، موسسۃ الرسالۃ، بیروت

26) الطبقات ۴۳۷/۱

27) ترجمان السنۃ: مولانا بدر عالم میرٹھی، ۲۴۲/۳

28) المسلم: ۲۵۶/۲

29) احمد بن حنبل: المسند، ۸۵۴/۱۰، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۹۷۸

30) المسلم: باب اباحۃ اکل الثوم

31) ابن حبیب بغدادی: المحبر مترجم، ۴۶، قرطاس کراچی

32) الطبقات: ۳۶/۴

33) المعارف: ابن قتیبہ دینوری، ص ۱۸۱

34) عبد الحئ الکتانی: التراتیب الاداریۃ مترجم، ۲۹۷، ادارۃ القران کراچی

35) السنن لابی داود: ۲۲۸۰، دار الفکر، بیروت، ۱۹۹۴

36) البخاری: کتاب الصلح
37) ابن ابی شیبہ: المصنف، ۱۰۵/۱۲، مکتبۃ الرشد، ریاض، ۱۴۰۹
38) المغازی للواقدی: ۱۱۰۸
39) کنز العمال، ۲۸۶/۵
40) الطبقات: ۱۰۷/۴
41) ابو نعیم: ۳۱۰/۱
42) الواقدی: ۱۱۰۸
43) مولانا اشرف علی تھانوی: وعظ ''شب مبارک''، رسالہ المبلغ، ۱۴، مکتبہ تھانوی، ایم اے جناح روڈ، کراچی
44) اخرجہ مسلم والنسائی، کذا فی الترغیب ۵۳/۱
45) الترمذی: رقم، ۲۸۱۱
46) اخرجہ الطبرانی، قال الھیثمی: ۸۵/۹
47) الطبقات: ۹۰/۱
48) الطبقات: ۸۸/۱
49) الحاکم: ۳۳۳/۳
50) البدایۃ: ۳۴/۷، الھیثمی: ۱۲۹/۹
51) المسند: ۳۵۹۷
52) البخاری: کتاب بدء الوحی، رقم ۲
53) مسلم: کتاب الجھاد والسیر، باب فتح مکۃ
54) البدایۃ: ۲۱/۳

55) البدایۃ: ۳/۷

56) البدایۃ ۳/۲۲

57) مسلم: کتاب الصلاۃ، باب البسملۃ آیۃ من کل سورۃ سوی براءۃ

58) البدایہ ۳/۲۲

59) المسلم: کتاب المساجد، باب النھی عن اتخاذ القبور مساجد

60) البدایہ ۴/۱۶۲

61) البخاری: کتاب

62) المسلم: کتاب التوبۃ المغازی

63) البخاری: کتاب المغازی، باب غزوۃ الطائف

64) البدایۃ: ۷/۳۵۹

65) المسلم: کتاب التوبۃ